سُوْرَۃِ صَافَّات

مکی ہے۔ اسکے حروف ۳۸۲۶۔ کلمات ۸۶۰۔ آیات ۱۸۱ ہیں۔ عبداللہ بن
عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو (امامت کے
وقت نماز میں قرأت کیلئے) تخفیف کا حکم فرماتے اور خود سورۃ والصافات سے ہماری امامت فرماتے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ قطار ہو کر صف باندھنے
والوں کی قسم۔ پھر جھڑک کر منع کرنے والوں کی۔ پھر ذکر کرنے والوں کی۔ انسے مراد فرشتے ہیں جسطرح

لہ ابن کثیر از نسائی۔ صٰفّٰت۔ صافات صافہ کی جمع ہے، اور صافہ صف کی جمع۔ تو صافات جمع جمع
ہوئی (ابن جریر) جمع میں تانیث لفظ ملائکہ کے اعتبار سے ہے۔ نہ یہ کہ خود ملائکہ مونث ہیں۔ بطور اشارات
صافات سے مراد وہ علما باللہ ہیں جو صف بستہ ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ اور تعوذ پڑھکر شیطان کو زجر
کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ کی آیتوں کو تلاوت کرتے ہیں۔ یا وہ مجاہد ہیں جو جہاد میں صف بستہ ہیں۔ اور
گھوڑوں کو زجر کرکے دشمنوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ اس حالت میں بھی اللہ تعالےٰ کی آیتیں پڑھتے
ہیں اور ذکر کرتے ہیں (بیضاوی) صفا و زجرا۔ مصدر موکد ہے۔ اسی طرح ذکرا بھی اور ذکرا
مفعول بہ بھی ہوسکتا ہے (خفاجی) سلہ عبداللہ ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہما سے اسطرح
مروی ہے۔ (ابن کثیر) سلہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

37-4 37-5

دنیا میں مومنین صف باندھتے ہیں اسیطرح فرشتے بھی آسمان میں صف باندھتے ہیں۔ جھڑکنے والوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو ابر کو ہانکتے ہیں۔ بعضوں نے کہا الہام کرکے عاصیوں کو معصیت سے زجر کرتے ہیں۔ یا شیاطین کو جھڑکتے ہیں کہ بنی آدم کو نہ ستائیں۔ تلاوت کرنے والوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے رسولوں کے پاس کتاب و قرآن لاتے ہیں۔ **بعد قسم** جس پر قسم کھائی گئی ہے اُسے بیان فرماتا ہے۔

اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۞ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۞ بیشک

تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیانی چیزوں کا مالک ہے اور مشرقوں کا رب ہے۔ یعنے ان فرشتوں کی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی ہے۔ جو تمام

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ہمیں اور لوگوں پر تین باتوں سے فضیلت دیگئی (۱) ہماری صفیں مثل صفوفِ ملائکہ قرار دی گئیں (۲) تمام زمین ہمارے لئے مسجد کردیگئی (۳) جب پانی نہ ملے تو مٹی ہمارے لیے پاک کرنے والی ٹھیرائی گئی۔ (ابن کثیر از مسلم) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں تم اسطرح صفیں نہیں باندھتے جسطرح فرشتے اپنے رب کے پاس باندھتے ہیں۔ ہم نے عرض کی وہ کس طرح ہے۔ فرمایا کہ اگلی صفوں کو پوری کرتے ہیں۔ صفوں میں اسطرح باہم ملے کھڑے رہتے ہیں کہ کوئی رخنہ نہیں چھوڑتے (ابن کثیر از مسلم و ابوداوٗد و نسائی و ابن ماجہ) لہ ابن کثیر سدی سے لہ ابن کثیر سدی سے۔ **الْمَشَارِق** ۔ سال میں کچھ اوپر تین سو ساٹھ مشرق ہوتے ہیں۔ ہر روز ایک مشرق سے آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ اسی کے موافق مغارب بھی ہیں۔ اسی لئے مشارق کا ذکر کافی ہوا کہ وہ ضمنت ہے اور اِنَّا زَيَّنَّا جو بعد کی آیت ہے اُس سے مناسب ہے۔ **صوفیہ** بطور اشارہ فرماتے ہیں کہ آفتاب ذات مشارقِ اسماء و صفات سے طلوع ہو کر مغارب تعینات انسانی میں مخفی ہوتا ہے۔ ع دربشر روپوش گشتہ آفتاب"

مخلوق کا پروردگار ہے۔ تمام ستارے اسی کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ ہر ستارا ایک ایک جگہ سے
طلوع ہوتا ہے پھر غروب ہوجاتا ہے۔ ان سے اسکی قدرت کا اظہار، اور زینت آسمان و رجم
شیاطین بھی مقصود ہے۔ جسطرح فرماتا ہے۔ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨ الْكَوَاكِبِ ۝ وَ
حِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ
جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ
ثَاقِبٌ ۝ بیشک ہم نے نزدیک کے آسمان کو ستاروں کی زینت سے رونق دی ہے۔ اور ہر
سرکش شیطان سے محفوظ کر رکھا ہے۔ (شیطان) عالم بالا کی طرف کان نہیں لگا سکتے
اور دور رکھنے کے لئے ہر طرف سے ہانکے جاتے ہیں۔ اور انکے لئے (آخرت میں) دائمی

بزینة الکواکب۔ نافع وکلی و بصری و شامی وکسائی اضافت سے اور نصب کی قرأت بدل کل ہے۔
بزینةٍ الکواکبَ۔ شعبہ کواکب کے نصب سے۔ زینت مصدر عامل ہے! پہلے بدل اشتمال ہے۔
لا یسّمّعون۔ نافع وکلی و بصری و شامی مجرد سے

حفظا۔ تقدیرہ وحفظناها حفظا فهو مفعول مطلق۔ لا یسمعون۔ اصل میں لا یستمعون تھا۔ تا کو
سین کرکے سین میں ادغام کیا۔ دحورا۔ مصدر من قولك دحرته ادحره دحرا و دحورا۔ والدحر الدفع
والابعاد۔ یقال منه ادحر عنك الشیطان ای ادفعه عنك وابعده (ابن جریر) واصب۔ ای دائم
وصب الشیئ یصب بالکسر وصوبا دام (مختار) الا من خطف۔ یہ یسمعون کے واو ضمیر سے استثنا ہے اور
مَن اس سے بدل ہے یعنی شیطان۔ نہیں سن سکتے لیکن وہ شیطان جو کوئی بات چوری سے سن
بھاگتا ہے۔ شہاب۔ کتاب شعلة من نار ساطعة (قاموس) یہاں وہ شعلہ مراد ہے
جو آسمان سے گرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ثاقب۔ الثاقب النیر المضیئ یثقب بنوره واضائته
ما یقع علیه (مفردات) لہ ثوابت کا کرہ ثامن میں ہونا۔ اور چاند کے سوا دوسرے سیارات کا درمیانی جگہ میں نہیں ہونا
ہونا اگر ثابت ہوجائے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اہل زمین کو اسی طرح نظر آتا ہے کہ گویا یہ سب پہلی آسمان
میں ہیں۔ ۲ہ ای فی الدار الآخرة (ابن کثیر) ۱۲۔

عذاب ہے۔ مگر جو کوئی چوری سے (بات) اڑا لیجاتا ہے تو روشن شعلہ اسکا پیچھا کرتا ہے یعنے
ستارے سیارے ہوں یا ثوابت ان کے نور سے قریب کا آسمان منور و مزین ہے۔ اور
زمین بھی روشن۔ اور وہ شیاطین سے حفاظت بھی کرتے ہیں کہ اگر شیطان ملائکہ کی
کوئی بات سُن بھاگتے ہیں تو روشن شعلہ انکا تعاقب کرکے انھیں جلا دیتا ہے پھر
ان کے لئے آخرت میں بھی دائمی عذاب ہے۔ کیونکہ نہ وہ توحید کے مقر ہیں نہ قیامت
کے جسطرح فرماتا ہے۔ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ
مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ (اے نبی) ان سے پوچھو کیا انکا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا انکا
جنھیں ہم نے پیدا کیا۔ بیشک ہم نے انھیں تو چکنی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ یعنے ہم نے
آسمان و زمین جیسی چیزیں جنکا پیدا کرنا ظاہرا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے پیدا کی ہیں
پھر تمھارا پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ چونکہ باوجود اس دلیل بدیہی کے انھیں قیامت سے انکار

لہ انا المسنا السماء الخ یہ آیتیں سورۂ جن میں ہیں۔ خلقنا جسطرح فرمایا لخلق السموات الخ۔
لازب۔ قال ابن عباس من التراب والماء فیصیر طینا یلزق (ابن جریر) ای لازق وبابہ دخل
(مختار) ؎ اس سے مراد یا تو آدم علیہ السلام کی خلقت ہے۔ یا ہر انسان کی۔ کیونکہ اسکی اصل بھی مٹی ہے
ہے۔ اسلئے کہ حیوان کی پیدائیش منی و خونِ حیض سے ہوتی ہے۔ اور منی خون سے بنتی ہے۔ خون کی
پیدائش غذا سے ہے۔ پھر غذا حیوان ہے یا نبات۔ اگر حیوان ہو تو اسکا تولد بھی انسان کی طرح منی سے ہو۔ اس سے
ثابت ہوا کہ اصلِ غذا نبات ہی ہے۔ نبات کی خلقت زمین میں پانی کے امتزاج اور خلط سے ہوتی ہے۔ یہی طین لازب ہے

اطرح ہی جو قابل تعجب ہی۔ اس لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا انکے انکار پر تعجب کرنا بیان
فرمایا ہی۔ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝ بلکہ (اے نبی) تم تعجب
کرتے ہو اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اور جب انھیں نصیحت کی جاتی ہی تو نہیں مانتے۔
یعنی ان کافروں کا انکار اسقدر بڑھ گیا ہے کہ اثبات حشر وقیامت پر تمسخر کرتے ہیں اور
انھیں سمجھایا جائے اور نصیحت کی جائے تو نہیں مانتے بلکہ اپنی ہی جہالت وحماقت پر
اڑے رہتے ہیں۔ اب اگر اثبات رسالت کیلئے انھیں معجزے بھی دکھائے جائیں تو انکا
ٹھٹھا کرنا نہیں جائیگا جسطرح فرمایا ہی۔ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ
اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝
اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو تمسخر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یہ تو صرف کھلا جادو ہی
کیا جب ہم مرجائیں گے اور خاک اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم بیشک زندہ کرکے
اٹھائے جائیں گے۔ کیا ہمارے اگلے باپ دادا (بھی اٹھائے جائیں گے) یعنی کافروں کا
قیامت کے اعتقاد پر ٹھٹھا کرنا۔ اسکے دلایل کی طرف التفات نکرنا۔ اور معجزات پر
مسخرہ پن کرنا۔ اسکی وجہ یہی تھی کہ وہ کہتے تھے کہ ہم مرکر خاک ہو جائیں گے تو پھر کسطرح
اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تعالے ان کے جواب میں فرماتا ہی۔ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۝

داخرون۔ ای اذلاء ویقال دخر له فلا خر ای ذل لله فذل (مفردات) داخرون۔ صاغرون اشد الصغر ۱۲

(اے نبی) کہدو ہاں اور تم (اسوقت) ذلیل ہو گے۔ پہلے وقوع قیامت کو دلیل قطعی سے بیان فرمایا۔ اور دلیل سمعی اخبار مخبر صادق ہے۔ اب اس سے زیادہ مدلل بیان ہو نہیں سکتا۔ اسی لئے یہاں صرف نعم کہکر انکی ذلت کو ثابت کرنا ہی کافی ہے۔ اور کچھ احوال قیامت اسطرح بیان فرماتا ہے۔ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ

پس وہ (یعنے قیامت) ایک ہی چیخ ہے کہ پھر اسوقت وہ دیکھنے لگیں گے۔ یعنی جب صور پھونکا جائیگا اور وہ زندہ ہو کر قیامت کا ہولناک منظر دیکھیں گے تو اپنے آپ کو اسطرح ملامت کریں گے۔ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ ۝ اور کہیں گے ای ہماری خرابی یہ تو روز جزا ہے۔ اسوقت انکی ندامت انہیں کچھ بھی فائدہ نہ دیگی۔ فرشتے اور مومن بطور زجر و توبیخ ان سے کہیں گے۔ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ۔ یہ فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلاتے تھے۔ پھر فرشتوں کو اللہ تعالے کا حکم مومنوں سے کافروں کو جدا کرنے کے لئے اسطرح ہوگا۔ اُحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ

لہ کیونکہ جب آپنے معجزات دکھائے تو اب آپ کی راستی میں کوئی شک و شبہ نہ رہا۔ زجرۃ۔ یستعمل فی الطرد تارۃ۔ وفی الصوت اخری (مفردات) تہ فتقول لهم الملائكة والمؤمنون (ابن کثیر)۔

سہ اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ قال تقول الملئکۃ للزبانیۃ احشروا (در) وازواجهم۔ قال النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ یعنی بازواجهم واشباههم وامثالهم وكذا قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرهما۔ وقال عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اخوانهم۔ وعنہ ایضا قال اشباههم یجیئ اصحاب الزنا مع اصحاب الزنا۔ واصحاب الربا مع اصحاب الربا۔ واصحاب الخمر مع اصحاب الخمر (ابن کثیر)

وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَاهْدُوهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ ○ ظالموں کو اور ان کے ساتھیوں کو جمع کرو اور انکو (بھی) جنھیں وہ خدا کے سوا پوجتے تھے پھر انھیں دوزخ کی راہ دکھاؤ۔ اور انھیں ٹھیراؤ اس لیے کہ ان سے پوچھ ہوگی۔ کافروں کو جہنم میں داخل ہونے سے پہلے روک کر ان سے پرسش ہوگی۔ پھر بطور زجر و توبیخ اسطرح حکم ہوگا۔ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ○ تمھیں کیا ہوگیا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ وہ مدد کہاں سے کر سکتے ہیں۔ کیونکہ انھیں کچھ اختیار باقی نہ رہیگا۔ جسطرح فرماتا ہے۔ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ○ بلکہ وہ اس روز گردن جھکائی ہوئی ہوں گے۔ پھر آپسمیں ایک دوسرے کو اسطرح ملامت کرینگے۔ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ○ قَالُوْا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ○ اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر پوچھیں گے۔ کہیں گے کہ تم ہم پر چھاچھا کر آتے تھے۔ یعنی تابعین

مسئولون - قال ابن عباس رضی اللہ عنہما احبسوهم انهم محاسبون۔ (ابن کثیر) [1] اخرج الدیلمی عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وقفوهم انهم مسئولون عن ولاية علی و کان هذا هو مراد الواحدی بقوله ای عن ولاية علی واهل البیت۔ الخ (صواعق محرقہ صفحہ ٩١)-

[2] قال الضحاك عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (ابن کثیر) یہاں یمین ملکیت و قدرت سے کنایہ ہے جیسے کوئی غلام کسی کی ملک ہو تو کہتے ہیں کہ وہ اسکی ملک یمین ہے۔ حسن سے روایت ہے کہ تم ہر خیر کے پیچھے آ کھڑے ہو کر ہمیں روکتے تھے (ابن کثیر) یہاں یمین بھلائی سے کنایہ ہے۔ کیونکہ عرب ہر بھلائی کو یمین کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ ابن کثیر نے اور بھی اقوال لکھے ہیں۔ دوسرے مفسرین یمین کے معنی قسم کے بھی لکھے ہیں۔ یعنی سرداران قوم ضعفا کے ساتھ قسم کھا کھا کر انہیں دھوکا دیتے تھے ١٢

اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ تم ہمیں اپنی قوت اور غلبہ سے جبر کرتے تھے۔ سردار اسطرح
جواب دیں گے۔ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ آیت ۲۹ تا ۳۰
بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ۝ کہیں گے بلکہ تم ایمان دار نہیں تھے۔ اور ہمارا تم پر کچھ زور نہیں
تھا۔ بلکہ تم (خود) سرکش تھے۔ یعنے تمھارا یہ گمان کہ ہم نے تمھیں کفر پر مجبور کیا غلط ہے۔
بلکہ تم خود ایمان کے منکر تھے۔ اور ہمیں تمھارے دلوں پر جبری قوت حاصل نہ تھی۔ بلکہ تمہاری
سرکشی نے ہی تمھیں خراب کیا۔ اب ہم تم سب حسب فرمانِ الٰہی عذاب کا مزا چکھیں گے۔
فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۤ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ۝ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝ تو ہم پر ہمارے رب کا آیت ۳۱ تا ۳۲
وعدہ ثابت ہوا بیشک ہم (عذاب کا) مزا چکھنے والے ہیں۔ پھر ہم نے تمھیں گمراہ کیا اسلئے
کہ ہم خود گمراہ تھے۔ چونکہ یہ دونوں گروہ گمراہی میں مشترک تھے اس لئے عذاب میں بھی
مشترک ہونگے جسطرح فرماتا ہے۔ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۔ پس آیت ۳۳
بیشک وہ لوگ اس روز عذاب میں شریک ہوں گے۔ انھیں پر موقوف نہیں۔ بلکہ
ہر مجرموں کے ساتھ یہی معاملہ ہوگا جسطرح فرماتا ہے۔ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝ بیشک ہم آیت ۳۴
گنہگاروں کے ساتھ ایسا ہی (معاملہ) کرتے ہیں۔ یعنے ضال و مضل اپنے اپنے جرم کے
موافق عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ اُس سے بڑھکر مجرم کون ہوگا جو کلمہ پڑھنے سے بھی
انکار کرے۔ جسطرح فرماتا ہے۔ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ آیت ۳۵

واقعی وہ ایسے سرکش تھے کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو
تکبر کرتے۔ اور وہ جسطرح توحید کے منکر تھے اسطرح رسالت سے بھی انکار کرتے تھے
جسطرح فرماتا ہے۔ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ۝ اور کہتے تھے کیا ہم ایک
دیوانے شاعر کیلئے اپنے معبودوں کو چھوڑدیں چونکہ دیوانے شاعر سے ان ظالموں کا
مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے اللہ تعالے انکی تکذیب و تردید اسطرح
فرماتا ہے۔ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ۝ بلکہ (دین) حق لائے اور پیغمبروں کی
تصدیق کی۔ دین حق لانا اور رسولوں کو سچا نا تو بڑے عقلمند کا کام ہے
ایسے دانشمند کو مجنون کہنے والوں کی یہی سزا ہے کہ وہ
عذاب کا مزہ چکھیں جس طرح فرماتا ہے۔ إِنَّكُمْ لَذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيمِ ۝
وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ ضرور تم دردناک
عذاب (کا مزا) چکھوگے۔ اور اُسی کا بدلہ پاؤگے جو تم کرتے تھے۔ لیکن اللہ کے خالص بندے
(اس عذاب سے مستثنےٰ ہیں) بلکہ اُن کے لئے ثواب ہے جنکے ثواب کی کیفیت بیان
فرماتا ہے۔ أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ۝ فَوَاكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ۝ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝
عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ۝ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ۝

مَعِين۔ من نہر معین وھو من قولھم معن الماء جری (مفردات) یعنی شراب کی نہریں بہتی ہونگی جسکے ہوجانے یا کم ہونیکا خوف نہیں۔ ۱۲

لَا فِيهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ ○ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ○ كَاَنَّهُنَّ

بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ○ انہی کیلئے معلوم روزی ہے۔ (یعنی) میوے اور وہ لوگ معزز ہوں گے

نعمت کے باغوں میں ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر (بیٹھے) ہوں گے۔ انہیں جام شراب

کا دور چلیگا۔ جو بہتی اور سپید ہوگی۔ پینے والوں کو لذت دیگی نہ اسمیں دردسر ہوگا

اور نہ وہ اس سے بدمست ہوں گے۔ اور ان کے پاس نیچی نگاہ اور رسیلی آنکھ والی

عورتیں ہونگی۔ گویا کہ وہ پوشیدہ انڈے ہیں۔ ان آیتوں میں جنتیوں کے عمدہ مکان

اور ان کیلئے اقسام اقسام کے میوے طرح طرح کے کھانے پینے۔ اور انکی نہایت عفیف

حسین بی بیوں کا ذکر ہے۔ جو اپنے خاوند کے سوا دوسروں کو نہ دیکھیں گی اور ان کے ہمراہ

بیٹھی ہونگی۔ شراب طہور کا دور رہیگا اور باہم جنتیوں کی گفتگو ہوگی جسطرح ارشاد ہے

یدرفون عقلوں کو کھو دینے والے

غول۔ وهو وجع البطن۔ قاله ابن عباس ومجاهد وقتادة وابن زيد (ابن كثير) اى ليس فيها غائلة الصداع (مختار) ينزفون۔ قال مجاهد لا تذهب عقولهم۔ وكذا قال ابن عباس وغيره (ابن كثير) نزف ماء البئر نزحه كله۔ ونزف هو يتعدى ويلزم۔ وبابه ضرب۔ ولا ينزفون اى لا يسكرون۔ يريد لا تنزف عقولهم (مختار) قاصرات الطرف۔ اى عفيفات لا ينظرن الى غير ازواجهن كذا قاله ابن عباس وغيره (ابن كثير) عين۔ يقال لبقر الوحش عين وعيناء لحسن عينه۔ وجمعها عين۔ وبها شبه النساء (مفردات) بيض مكنون۔ البيض جمع بيضة مكنون اى مستور من كننته اذا جعلته في كن وقال على بن طلحة عن ابن عباس يقول اللؤلؤ المكنون (ابن كثير) عرب کی عادت کے موافق عورتوں کو انڈوں سے تشبیہ دیگئی ہے۔ کبھی عورتوں کو بیضات الخدور بھی کہتے ہیں یعنی پردہ نشیں کے انڈے۔

لہ ایسی شراب کہ جسکا رنگ بھی اچھا اور مزہ بھی اچھا۔ اسمیں دنیا کی شراب کیطرح نشہ ہے نہ دردسر نہ زوال عقل ١٢

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ لِىْ قَرِيْنٌ ۙ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ۝ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ۝ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِىْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ۙ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّىْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝ پھر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے

لَتُرْدِيْنِ ورش وصل میں یاء اضافہ بڑھاتے ہیں۔

انمیں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ بیشک (دنیا میں) میرا ایک ساتھی تھا۔ کہتا تھا کیا واقعی تو بھی (قیامت کی) تصدیق کرنے والوں میں سے ہے۔ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہمیں یقیناً (زندہ کر کے) بدلہ دیا جائیگا۔ (پھر وہ جنتی) کہے گا کیا تم مطلع ہو (یہ کہکر) پھر وہ جھانکیگا تو اُسے دوزخ کے بیچوں بیچ دیکھے گا۔ کہے گا واللہ تو مجھے بیشک ہلاک کرنے ہی کو تھا۔ اور اگر میرے پروردگار کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی اُن لوگوں میں ہوتا جو گرفتار (عذاب) ہیں۔ یعنی اہل جنت شراب طہور پیتے وقت آپس میں گفتگو

ترابا وعظاما۔ مٹی کے بعد ہڈیوں کا ذکر انکار میں تنزل ہے یا جسطرح بوسیدہ اجسام کا حال مشاہدہ میں آتا ہے کہ گوشت وغیرہ مٹی ہو جاتے ہیں اور ہڈیاں نظر آتی ہیں۔ لمدینون۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ومحمد بن کعب القرظي لمجزیون باعمالنا۔ قال مجاهد والسدي لمحاسبون (ابن کثیر) والدین ایضا الجزاء والمکافاۃ یقال دانه یدینه دینا ای جازاہ یقال کما تدین تدان ای کما تجازی تجازی بفعلك وبحسب ما عملت ومنه الدیان فی صفة اللہ تعالیٰ (مختار) مدینون جمع مدین بر وزن مبیع ہے۔ سواء۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ یعنی فی وسط الجحیم (ابن کثیر) لتردین۔ الردي الهلاك۔ والتردي التعرض للهلاك (مفردات) المحضرین۔ الاحضار لا یستعمل الا فی الشر۔ (روح) ۱۲۔

کرتے رہیں گے یہ بڑی نعمت ہے کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے ۵ فَمَا بَقِیَتْ مِنَ اللَّذَّاتِ اِلَّا اَحَادِیْثُ الْکِرَامِ عَلَی الْمُدَامِ ۔ چنانچہ اسی باہمی گفتگو میں ایک شخص کہیگا کہ میرا ایک ہم نشین و مصاحب مجھسے بطور تکذیب و عناد کہتا تھا کہ کیا تو بھی حشر و قیامت کو سچ مانتا ہے۔ بھلا جب ہماری ہڈیاں خاک ہو جائیں گی تو ہمیں زندہ کرکے ہمارے اعمال کی جزا دیجائیگی !! یہ تو اس دوزخی کا بیان ہے۔ پھر جنتی اہل جنت سے مخاطب ہو کر کہے گا کہ کیا تم مطلع ہو یعنے دوزخیوں کو دیکھتے ہو۔ جنتی کہیں گے کہ ہاں۔ تو یہ بھی دیکھنے لگیگا اور اُسے دوزخ کے درمیان میں دیکھیگا اور مخاطب ہو کر اسطرح کہے گا کہ خدا کی قسم بیشک تو نے مجھے بھی ہلاکت کے قریب کر دیا تھا۔ اور اگر مجھپر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو تیری طرح میں بھی جہنم میں گرفتارِ عذاب ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مجھے ایمان کی ہدایت فرما کر اس عذاب سے بچا لیا۔ بعد اُس دوزخی کی سرزنش و ملامت کے اپنے ہمنشین جنتیوں سے مخاطب ہو کر اسطرح کہتا ہے۔ اَفَمَا

نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ۙ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۝ کیا (ہم ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں بلکہ) اب ہم پہلی موت کے

لمثل ھذا الایہ۔ قتادہ نے فرمایا کہ یہ بھی کلام اہل جنت سے ہے۔ لیکن ابن جریر نے کہا کہ یہ ارشاد خداوندی جل جلالہ ہے اور اس کے یہ معنی ہیں کہ عمل کرنے والوں کو چاہیئے کہ ان نعمتوں اور اس کامیابی کے لئے دنیا میں عمل کریں تا آخرت میں یہ انھیں حاصل ہو (ابن کثیر یہ لکھکر لکھتے ہیں کہ ضمن میں عموم اس آیت اپنے

سوا مرنے والے نہیں ہیں (جو دنیا میں ہو چکی) اور نہ ہم گرفتار عذاب ہونیوالے ہیں بیشک

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کَانَ لِیْ قَرِیْنٌ میں اُن دو شریکوں کا قصہ بھی داخل ہو سکتا ہے جو بنی اسرائیل میں تھے چنانچہ ابن جریر نے اپنی سند سے فرات بن ثعلبہ سے روایت کی ہے کہ دو شریکوں کا مال آٹھ ہزار دینار تک پہونچ گیا تھا۔ اور اُن دونوں میں سے ایک شریک کو پیشہ کسب آتا تھا۔ دوسرے کو کچھ بھی نہ آتا تھا کسب والے نے مال کی تقسیم چاہی۔ اور اپنا مال لیکر جدا ہو گیا۔ پھر ایک ہزار میں کسی امیر کا مکان خریدا۔ اور اپنے ساجھی کو بلا کر دکھلایا۔ اور کہا کہ میں نے اسے ایک ہزار دینار کو خرید کیا ہے۔ یہ کیسا ہے شریک نے کہا بہت ہی عمدہ ہے۔ جب شریک وہاں سے نکلا تو اللہ تعالٰے کی جناب میں اسطرح التجا کی کہ یا اللہ میرے ساتھی نے ہزار دینار کو یہ مکان خریدا اور میں تجھسے ایک مکان جنت کے مکانوں میں سے چاہتا ہوں (یہ کہکر) ہزار دینار خیرات کر دئے۔ پھر چند روز کے بعد اسی شریک نے ہزار دینار پر ایک عورت سے نکاح کیا۔ اور دعوت میں اسے بھی بلایا۔ جب یہ گیا تو اُس نے اپنے نکاح کی کیفیت بیان کی۔ اس نے سن کر کہا تو نے اچھا کام کیا۔ جب یہاں سے رخصت ہوا تو دعا کی۔ کہ الٰہی میرے مصاحب نے ہزار دینار پر شادی کی اور میں تجھ سے ایک حور عین طلب کرتا ہوں اور ایک ہزار دینار راہ خدا میں دیئے پھر تھوڑے دن کے بعد اُس کے پرانے شریک نے دو ہزار دینار کو دو باغ خریدے۔ اور اسکو بلا کر دکھلایا اس نے کہا بہت اچھے باغ ہیں۔ پھر جب باہر آیا تو عرض کی کہ میرے پروردگار میرے ساتھی نے دو ہزار دینار کو دو باغ خریدے اور میں بھی تجھ سے جنت میں دو باغ چاہتا ہوں۔ پھر دو ہزار دینار تصدق کر دئے۔ بعد اسکے ان دونوں کی روح ملک الموت نے قبض کی۔ پھر اُس صدقہ دینے والے کو ایک ایسے مکان میں داخل کیا جسکی خوبی سے وہ متعجب تھا۔ اور یکایک جو نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک ایسی حسین عورت اُس کے سامنے کھڑی ہے کہ اُس کے حسن سے وہ مکان منور ہو گیا ہے۔ پھر فرشتے اسے دو باغوں میں لے گیا جنکی خوبی سے اللہ تعالٰے ہی واقف ہے۔ جب اُس نے یہ چیزیں دیکھیں تو کہنے لگا کہ یہ چیزیں تو ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے دنیا میں ایک شخص نے (یعنی خود) صدقہ

یہی بڑی کامیابی ہے۔ عمل کرنے والوں کو چاہئے کہ ایسی ہی چیز کیلئے عمل کریں۔ آدمی کیسی ہی عمدہ سے عمدہ نعمت و آسایش میں ہو لیکن جہاں موت کا خیال آیا وہ سارا آرام خاک میں مل گیا اسی سلئے اہل جنت کو نہ خوف موت ہے نہ دغدغہ عذاب برخلاف اہل دوزخ کے کہ انھیں ہر طرح کا عذاب ہے جسطرح فرماتا ہے۔ أَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ

شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ۝ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِينَ ۝ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ

رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ۝ فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کہ کے اللہ تعالے سے اسی طرح کی چیزیں مانگی تھیں۔ فرشتہ نے کہا ہاں یہ وہی ہے اور یہ مکان۔ عورتیں۔ باغ سب تیرے ہی واسطے ہیں۔ اُسوقت اُسے یاد آیا اور کہا کہ دنیا میں ایک میرا ساتھی تھا جو مجھے طعنہ دیا کرتا کہ کیا تو ان باتونکی تصدیق کیا کرتا ہے۔ کہا گیا کہ وہ جحیم میں ہے۔ تو یہ بھی دیکھیگا کہ وہ شخص جہنم کے درمیان میں ہے اُسوقت اُس سے کہیگا۔ کہ واللہ تو مجھے قریب تھا کہ ہلاک کردے۔ اور اگر مجھپر میرے خدا کا فضل نہوتا تو میں بھی اسی عذاب میں مبتلا ہو جاتا۔ الآیات۔ ابن جریر نے کہا کہ یہ روایت اُس قرارت کو قوت دیتی ہے جنھوں نے المصدقین کے صاد کو تشدید سے پڑہا ابن کثیر۔ ابن کثیر نے ایک اور روایت اسی روایت کی طرح لیکن اس سے طویل ابن ابی حاتم سے نقل کی ہے۔ شجرۃ الزقوم۔ شجرۃ خبیثۃ کریھۃ الطعم (بغوی) جسکو ہندی میں تھوہر کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا خاردار زہریلا درخت ہے جسمیں سے دودہ نکلتا ہے۔ طلعہا۔ بالفتح شگوفہ خرما (منتخب) اس سے زیادہ تحقیق سورۂ شعر صفحہ ۱۱۵۲ میں گذری۔ اور خفاجی نے کہا۔ ای حملہا وھو ماعلے رأس او شجر۔ مستعار من طلع النخل وھو اول ما یبدو وقبل ان تخرج ثمارہ ابیض غض مستطیل کالکوز فھی به هذا لانه يشابهه فی الشكل فيكون استعارة تصريحية۔ او لاستعماله بمعنى ما يطلع مطلقا فيكون كالمرسن للانف۔ فهو مجاز مرسل۔ كانه رؤس الشيطين۔ فی تناهی القبح والهول وهو تشبيه

لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ کیا یہ ضیافت بہتر ہے یا تھوہر کا درخت
بیشک ہم نے اسے ظالموں کے لئے آزمائش قرار دی ہے۔ بیشک وہ ایک درخت ہے جو
دوزخ کی تہ میں نکلتا ہے۔ اس کے پھل گویا کہ شیطانوں کے سر ہیں۔ تو ضرور وہ اسی سے
کھائیں گے۔ اور اُس سے پیٹ بھریں گے۔ پھر بیشک اُس کے لئے کھولتے پانی
کی ملونی ہوگی۔ پھر بیشک انکا لوٹنا دوزخ کی طرف ہے۔ اللہ تعالے ہم مسلمانوں کو دوزخ کے
عذاب سے بچائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو اللہ تعالے سے جس طرح ڈرنا
چاہئے اُس طرح ڈرو۔ کیونکہ زقوم کا اگر ایک قطرہ دنیوی سمندروں میں پڑ جائے تو زمین والوں
عیش کو خراب کردے۔ پھر بھلا اسکا کیا حال ہوگا جسکی یہ غذا ہوگی" دوزخی بھوک کی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) بالمتخیل۔ کتشبیہ الفائق فی الحسن بالملک (بیضاوی) اہل معانی کے پاس تشبیہ خیالی
اور وہمی بھی ہوتی ہے جسطرح امرؤالقیس نے کہا ع وَمَسْنُوْنَةٌ زُرْقٌ كَاَنْيَابِ اَغْوَالِ۔ اسمیں تیروں کو غول
کے کچلیوں سے تشبیہ دی ہے۔ اور غول ایک قسم کے جن اور دیو ہیں جو کوہ وصحرا میں رہتے ہیں۔ اسی طرح یہاں
زقوم کے پھل کو شیطان کے سر سے تشبیہ دی ہے۔ اس لئے کہ لوگوں کے وہم وخیال میں شیطان کے
سر بہت ہی قبیح ہیں۔ جس طرح فرشتہ سے اچھی چیز کی تشبیہ دیجاتی ہے۔ لشوبا۔ قال ابن عباس مزجا
(ابن کثیر) لہ قتادہ نے کہا کہ "جب درخت زقوم کا ذکر ہوا تو گمراہوں نے بہکانا شروع کیا کہ تمہارے
پیغمبر کہتے ہیں کہ دوزخ میں درخت زقوم ہے۔ حالانکہ درخت کو آگ جلادیتی ہے۔ تو اللہ تعالے نے اتارا کہ وہ
دوزخ کی تہ سے نکلا ہے۔ آگ سے پیدا ہوا اور آگ سے ہی اسکی نشوونما ہے" یعنی اُس درخت کا ذکر امتحان کیلئے
ہے تاکہ مومن اسکی تصدیق کریں۔ اور کافر فتنہ میں پڑیں (ابن کثیر) ۲ہ ترمذی ونسائی وابن ماجہ
(ابن کثیر) ۱۲۔

شدت سے زقوم کھائیں گے پھر تشنگی کی سختی ہوگی تو گرم پانی پئیں گے۔ وہ ایسا گرم
ہوگا کہ جب منہ کے قریب لائیں گے تو انکا چہرہ گل کر گر جائیگا اور آخر جب پئیں گے تو انتڑیں
کاٹ کر دوسری طرف سے نکل پڑیگا۔ پھر انکا ٹھکانا وہی دوزخ ہے اور یہ عذاب دوزخیوں کو
اس لئے دیا جائیگا کہ انھوں نے اپنے گمراہ باپ دادوں کی پیروی بغیر دلیل و حجت کے کی
جس طرح فرماتا ہے۔ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ۙ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ۝ بیشک
انھوں نے اپنے باپ دادوں کو گمراہ پایا پھر یہ (بھی) انھیں کے نشان قدم پر دوڑے
ہیں یہ گمراہی کفار عرب پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ پہلی امتوں میں بھی اکثر لوگ گمراہ و
مشرک گذرے ہیں جسطرح فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ۙ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا
فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۙ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ ع ۲ / ۵۲ / ۶
اور بیشک و شبہ ان سے پہلے اگلوں میں سے اکثر گمراہ ہوگئے ہیں پھر (اے مخاطب) تو
دیکھ کہ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جنھیں (عذاب الٰہی سے) ڈرایا گیا تھا۔ اللہ کے برگزیدہ
بندوں کے سوا۔ (جو بچ گئے) رسولوں نے انھیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا لیکن تھوڑے

مُخلَصِین کی و بصری و شامی کسرہ لام سے۔ اس سورہ میں پانچوں جگہ اسیطرح ۱۲

لہ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما یعنی شرب الحمیم علے الزقوم (ابن کثیر) ۲ہ ابن ابی حاتم مرفوعاً
(ابن کثیر) ۳ہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حمیم اور گرم پانی دوزخ کے باہر دیا جائے گا۔ کبھی یہ عذاب کبھی
وہ عذاب جس طرح فرمایا۔ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ۔ یُھْرَعُوْنَ۔ قال مجاهد شبه بالهرولة
وقال سعید بن جبیر یسفهون (ابن کثیر) هرع واهرع ساقه سوقا بعنف وتخویف (مفردات)

نہ مانا اور جھٹلایا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے انھیں ہلاک کر ڈالا۔ اور مسلمانوں کو بچا لیا۔
پھر گمراہوں کے قصے جو رسولوں سے ہوئے تفصیل سے بیان فرماتا ہے۔ پہلے نوح علیہ السلام
کا قصہ جو گمراہوں کی طرف سب سے پہلے بھیجے گئے۔ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝
وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ
فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ
عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ اور بیشک وشبہ نوح نے ہمیں پکارا تو ہم بہت
خوب جواب دینے والے ہیں۔ ہم نے انھیں اور ان کے لوگوں کو بڑی تکلیف سے نجات
دی۔ اور ہم نے ان ہی کی نسل باقی رکھی۔ اور ہم نے انکا (ذکر خیر)[لہ] پچھلوں میں باقی رکھا
نوح پر تمام عالم میں سلام ہے۔ بیشک ہم نکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ بیشک
نوح ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہیں۔ پھر ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا۔ ان آیتوں میں
نوح علیہ السلام کے دعا کی قبولیت اور مع متعلقین تکذیب و تکلیف سے نجات۔ اور انکی
اولاد کے سوا سب کی ہلاکت۔ اور پچھلے لوگوں میں تعریف و توصیف کی شہرت۔ یعنی سارے عالم
کا آپ پر سلام بھیجتے رہنا۔ اور آپکی طرح دوسرے نیکوکاروں کی بھی حسب مراتب تعریف ہوتی
رہنے کا ذکر فرماتا ہے۔ بعد قصہ نوح علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان فرماتا ہے جو ان ہی کے

لہ قال ابن عباس یذکر بخیر (ابن کثیر)۔۱۲

گروہ اور تابعین میں سے تھے۔ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۘ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝
اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمْ
بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۝ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۝ بیشک ابراہیم اُن ہی کے
پیرو وںمیں سے ہیں۔ جب ابراہیم اپنے پروردگار کے پاس پاک دل لیکر آئے۔ اُس وقت
انھوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کسکی عبادت کرتے ہو۔ کیا اللہ کے سوا جھوٹے
معبودونکو چاہتے ہو۔ پھر پروردگار عالم کے ساتھ تمھارا کیا خیال ہے۔ پھر تاروں پر ایک نظر کی
پھر کہا بیشک میں بیمار ہوں۔ اسمیں ابراہیم علیہ السلام کی توصیف ہے کہ آپکا قلب مبارک

شیعتہ۔ قال ابن عباس من اھل دینہ۔ وقال مجاھد علی منہاجہ و سنتہ (ابن کثیر) بعضے تفسیر نمبر کر
شیعتہ کی ضمیر کا مرجع ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اگرچہ آپکا یہاں ذکر نہیں ہے۔ اور صورۃً
بھی حضرت ابراہیم سابق ہیں۔ لیکن حقیقت میں آپکے تابع ہیں۔

پیشِ تو آمدند ہمہ انبیا تو لو۔　گر آخر آمدی ہمہ را پیشوا توئی ؛
خوانِ خلیل ہست نمکدانِ خوانِ تو　برخوانِ اصطفا نمک انبیا توئی

بقلب سلیم۔ قال ابن عباس یعنی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ (ابن کثیر) اَئِفْكًا۔ ای اترید ون الھۃ
دون اللہ افکا۔ ای للافک۔ فقدم المفعول علی الفعل للعنایۃ۔ ثم المفعول لہ علی المفعول بہ لان الاھم
ان یقوی انہم علی الباطل۔ فی النجوم۔ قال قتادۃ العرب تقول لمن تفکر نظر فی النجوم۔ یعنی قتادۃ انہ
نظر الی السماء متفکرا فیما یلھیھم بہ فقال انی سقیم ای ضعیف (ابن کثیر) سقیم۔ قال العوفی
عن ابن عباس انی مطعون۔ فذروہ مخافۃ الطاعون۔ وقال آخرون فقال انی سقیم بالنسبۃ الی ما
یستقبل یعنی مرض الموت۔ وقیل اراد انی سقیم ای مریض القلب من عبادتکم الاوثان من دون اللہ (ابن کثیر)

تمام تعلقاتِ غیر حق سے پاک تھا۔ اس لئے بتوںکی پرستش سے سخت بیزار تھے اور قوم کو بھی منع فرماتے تھے۔ ایک[1] روز کافروں کی عید آئی۔ وہ سب بتوں کے سامنے کھانا رکھکر عید منانے جانے والے تھے اور وہاں سے واپس آکر انکا جھوٹا کھانیکا ارادہ تھا جس طرح انکی عادت تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی چلنے کیلئے کہا تو آپ تھوڑی دیر تک آسمان کی طرف متوجہ ہوکر متفکر رہے اور فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔ وہ حضرت ابراہیم کو چھوڑکر چلے گئے جسطرح ارشاد ہے۔ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۝ فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنطِقُونَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ۝ فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ ۝ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ۝ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ۝ تو وہ انکی طرف پیٹھ پھیر کر چلدیئے۔ پھر ابراہیم بتوںکی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کہا تم کیوں نہیں کھاتے۔ تمھیں کیا ہوا کہ بات نہیں کرتے پھر انکی طرف متوجہ ہوکر قوت سے مارنے لگے۔ پھر وہ لوگ ابراہیم کی طرف دوڑ آئے۔

یُزِفُّون حمزہ ضم یا سے

[1] یہ قصہ سورہ انبیا میں اس تفسیر کے صفحہ ۵۴۶ میں مفصل گذرا ہے۔ فراغ الی الھتھم۔ راغ الی کذا مال الیہ سرا (مختار) ای ذھب الیہا بعد ما خرجوا فی سرعۃ واختفاء (ابن کثیر) فراغ علیھم۔ قال الفراء مال علیھم وقال قتادۃ والجوھری فاقبل علیھم (ابن کثیر) یزفون قال مجاھد وغیر واحد ای یسرعون (ابن کثیر) تنحتون۔ نحت الخشب والحجر ونحوھما من الاجسام الصلبۃ (مفردات) وما تعملون۔ ما مصدریۃ فیکون تقدیر الکلام خلقکم وعملکم روی البخاری عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ مرفوعا قال ان اللہ تعالیٰ یصنع کل صانع وصنعتہ (ابن کثیر) ۱۲۔

ابراہیم نے کہا کیا تم اُسے پوجتے ہو جسے تم (خود) تراشتے ہو۔ حالانکہ اللہ نے تمھیں اور تمھارے
عمل کو (بھی) پیدا کیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسطرح قایل کردیا۔ اور اُن سے
کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس خیال سے کہ عوام میں اپنا عجز ظاہر نہ ہو وہ ایذا دینے پر آمادہ ہوئے
جس طرح فرماتا ہے۔ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ۝ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ
الْأَسْفَلِينَ ۝ وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلٰى رَبِّي سَيَهْدِينِ ۝ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِينَ ۝
فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ إِنِّي أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ
فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۚ قَالَ يٰأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِينَ ۝
فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ج وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يٰإِبْرٰهِيمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ إِنَّا كَذٰلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِينُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ۝ وَتَرَكْنَا

فلما بلغ معه السعي۔ یعنی شب وارتحل ولحاق ما يفعله ابوه من السعي والعمل (ابن كثير)۔
اسلما۔ یعنی استسلما وانقادا ابراهيم امتثل امر الله تعالى۔ واسمعيل طاعة لله ولابيه
قاله مجاهد وعكرمة وغيرهما (ابن كثير) تله۔ قال ابن عباس ومجاهد وغيرهما اكبه على
وجهه (ابن كثير) اصل معناه رماه على التل وهو التراب المجتمع كتربه۔ ثم عم لكل صرع
(خفاجی) للجبين۔ الجبين فوق الصدغ۔ وهما جبينان عن يمين الجبهة وشمالها (مختار)
بذبح عظيم۔ والصحيح الذي عليه الاكثرون انه يفدى بكبش (ابن كثير) عظيم الجثة
سمين او عظيم القدر۔ لانه يفدى به الله نبيا ابن نبي واي نبي من نسله سيد
المرسلين صلى الله عليه وسلم (بيضاوي) ۱۲۔

ع ۱۱ ۷ ۳ ۶

یٰبُنَیَّ بصیغۂ تصغیر سے پکارا ہے ۱۲
تَرٰی خود دیکھو [illegible]
یٰاَبَتِ [illegible] شامی وقت [illegible] کرتے ہیں ۱۲

عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ○ سَلٰمٌ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ ○ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا
الْمُؤْمِنِينَ ○ وَبَشَّرْنٰهُ بِإِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِينَ ○ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰى إِسْحٰقَ وَ
مِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ ○ اور بولے کہ ابراہیم کیلئے ایک چار دیواری
بناؤ پھر انھیں (چار دیواری کی) دہکتی آگ میں ڈالدو۔ پھر انھوں نے ابراہیم کیساتھ
مکر کرنا چاہا تو ہم نے انھیں ذلیل کردیا۔ اور ابراہیم نے کہا کہ بیشک میں اپنے پروردگار کی
طرف جانیوالا ہوں۔ اے پروردگار مجھے (ایک فرزند) نیک بخت مجھ ہی عطا فرما۔ تو ہمنے
انھیں ایک بردبار لڑکے کی بشارت دی۔ پھر جب وہ (لڑکا) ابراہیم کے ساتھ سعی (کی
عمر) کو پہونچا۔ تو کہا اے میرے پیارے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمھیں ذبح
کر رہا ہوں۔ اب غور کرو تمھاری کیا رائے ہے۔ (لڑکے نے) کہا اے بابا جان جو آپکو حکم ہوتا
ہی کیجیے۔ انشاء اللہ (آپ) مجھے صبر کرنیوالا پائیں گے۔ پھر جب دونوں نے (حکم الٰہی
پر) گردن جھکادی۔ اور ابراہیم نے انھیں منہ کے بل پچھاڑا اور ہم نے انھیں پکارا کہ
اے ابراہیم تم نے (اپنے) خواب کو واقعی سچ کر دکھایا۔ بیشک ہم نکوکاروں کو اسیطرح
بدلہ دیتے ہیں۔ بیشک یہ بڑا امتحان ہے۔ اور ہم نے ایک بڑا جانور ذبح کرنے کیلئے انکا فدیہ
دیا۔ اور ہم نے (انکا ذکر خیر) پچھلوں میں باقی رکھا۔ ابراہیم پر (ہمارا) سلام ہو ہم نکوکاروں کو

پیشانی کے بل گرایا۔

نبیا من الصّٰلحین۔ مقضیا نبوته مقدرا کونه من الصّٰلحین (بیضاوی) ۱۲۔

اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ بیشک ابراہیم ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہیں۔ اور ہمنے

انھیں اسحاق ہو کی خوشخبری دی۔ جو نیک بختوں میں سے ایک نبی ہوں گے۔

اور ہم نے ابراہیم اور اسحاق پر برکت اتاری۔ اور ان دونوں کی اولاد میں سے

(بعض) نکوکار ہیں۔ اور (بعض) اپنے حق میں صریح ظلم کرنیوالے ہیں۔ چنانچہ کافروں نے

ایک وسیع مکان میں لکڑیوں کا انبار جمع کرکے آگ لگائی اور گوپھن کے ذریعہ سے

ابراہیم علیہ السلام کو دہکتی آگ میں ڈالا۔ لیکن اللہ تعالٰے نے انھیں بچالیا اور آگ

ٹھنڈی کردی کافروں کا مکر مطلق نہ چلا۔ بلکہ خدا نے انھیں کو ذلیل و خوار کیا حضرت

ابراہیم علیہ السلام کو ہر طرح سے فتح و نصرت حاصل ہوئی اور کفار باوجود مشاہدہ معجزات

ایمان نہ لائے تو آپنے ہجرت کی۔ اور قوم کے عوض جسے چھوڑ نکلے تھے۔ نیک بخت اولاد

طلب کی۔ اللہ تعالٰے نے بھلا لڑکا اسمٰعیل علیہ السلام عنایت فرمایا جب آپ بڑے ہو

اور باپ کے ساتھ چلنے پھرنے اور کام کاج میں کوشش و مدد کرنے لگے۔ ابراہیم علیہ السلام

نے اپنا خواب جو حقیقت میں وحی تھا بیان کیا کہ میں خواب میں تمھیں ذبح کر رہا ہوں

لہ اگرچہ بعضے اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ ذبیح حضرت اسحاق ہیں شاید کہ یہ انھوں نے اہل کتاب سے لیا ہو۔ کیونکہ اسحاق علیہ السلام ان کے باپ ہیں۔ اور اسمٰعیل عرب کے باپ۔ اس لئے انھوں نے حسد سے اسطرح کہا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ اسمٰعیل علیہ السلام ہیں (از ابن کثیر ملخصًا) رواہ عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤیا الانبیاء فی المنام وحیٌ (ابن کثیر)۔

ذبیح اسمعیل علیہ السلام

یہ آگاہ کرنا اسلئے تھا کہ ذبح میں آسانی ہو اور ان کے صبر کا امتحان بھی ہو جائے۔ تو بیٹے نے عرض کی۔ ای باباجان اللہ تعالےٰ نے جو تمھیں میرے ذبح کا حکم کیا ہی پورا کرو۔ مجھے بھی آپ انشاء اللہ تعالےٰ صبر کرنیوالا پاوٗگے۔ پھر وہ دونو منقاد و مطیع حکم الٰہی ہوئے یعنے باپ بیٹے کو ذبح کرنے اور بیٹے راہِ خدا میں سر کٹانے آمادہ ہوئے۔ تو باپ نے انھیں منہ کے بل لٹایا تاکہ ذبح کرتے وقت چہرہ نظر نہ آئے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو مناسکِ حج یعنے سعی و صفا مروہ وغیرہ ادا کرنیکا حکم ہوا تو شیطان سعی کے پاس حایل ہوا۔ لیکن

لہ امام احمد نے طرق کثیرہ سے روایت کی ہے (ابن کثیر) ۲ کعب نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ شیطان نے کہا کہ اگر میں نے ایسے وقت میں ان لوگوں کو فتنہ میں نہ ڈالا تو پھر کبھی فتنہ میں ڈالنا ممکن نہ ہوگا۔ پس جب ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے ساتھ لیکر نکلے تو شیطان جاکر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو بہکانے لگا۔ اور کہنے لگا کہ ابراہیم تمھارے بیٹے کو کہاں لیگئے ہیں۔ حضرت سارہ نے جواب دیا کہ بعض ضرورت کیلئے۔ کہنے لگا کسی ضرورت کے لئے نہیں بلکہ وہ اسکو ذبح کرنے لیگئے ہیں۔ بی بی نے فرمایا کہ وہ اسکو کیوں ذبح کریں گے۔ کہنے لگا ان کا یہ خیال ہے کہ پروردگار نے انکو ایسا حکم دیا ہے۔ بی بی نے فرمایا کہ اگر یہ بات ہی تو بہت اچھا ہوا کہ وہ اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کریں۔ یہ سن کر شیطان وہاں سے چلدیا اور ان دونوں کے پاس آکر پہلے اس نے صاحبزادہ سے کہا آپنے اسی طرح جواب دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا آپنے بھی اسیطرح جواب دیا۔ شیطان مایوس ہوکر چلا گیا (ابن کثیر از عبدالرزاق) جسے ہم نے مختصرًا یہاں نقل کیا ہے۔ **بطورِ تصوف و اشارات بعض آیات سورۂ صافات کے کچھ معنے لکھے جاتے ہیں۔** قطار ہوکر صف باندھنے والوں کی قسم ہے۔ قلوبِ محبین نے مقامِ محبت میں جمالِ ازلی دیکھنے کے لئے صف باندھی۔ پھر جھڑک کر ملامت کرنے والوں کی۔ یہ الہامات ربانی ہیں جو

ابراہیم علیہ السلام سبقت کرکے نکل گئے۔ جبریل علیہ السلام انھیں جمرۂ عقبہ کے پاس لیگئے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) عوام کو ممنوعات سے اور خواص کو رویتِ اعمال سے۔ اور اخص کو غیرِ خدا کی طرف التفات کرنے سے روکتے ہیں۔ پھر ذکر کرنے والونکی جو اپنے احوال کے موافق ذکر کرتے ہیں۔ کوئی زبان سے کوئی دل سے کوئی روح سے۔ بیشک تمھارا معبود ایک ہی ہے۔ اسمیں اپنی وحدانیت سے آگاہ فرمایا۔ تاکہ وہ لوگ بھی وحدانی الذات ہوکر معرفت کی صلاحیت پیدا کریں۔ کیونکہ جو شخص کل علایق نچھوڑیگا۔ معرفتِ واحد کی صلاحیت نہ پیدا کریگا۔ اور مشرقوں کا پروردگار۔ یعنے قلوب عارفین کے مطالع جنسے انوارِ حق ارواح و عقول کیلئے طلوع کرتے ہیں۔ بیشک ہم نے آسمانِ دنیا کو ستارونکی زینت سے رونق دی ہے جسطرح آسمانِ دنیا کو زینت دیگئی ہے اسیطرح آسمانِ ارواح کو نجوم معارف اور انوارِ مکاشفات سے رونق بخشی اور زینت دی ہے۔ مگر جو کوئی چوری سے اچک لیتا ہے تو روشن شعلہ اسکا پیچھا کرتا ہے۔ یعنے شیطان قلبِ عارف کے پاس آتا ہے۔ اور وسوسہ ڈالکر قریب ہوتا ہے چاہتا ہے کہ مواجید و معارف سے کچھ اچک لے اور اس کے وقت کو پریشان کردے۔ لیکن نورِ غیرتِ الٰہی آگ اسکو جلا دیتا ہے۔ اور انھیں ٹھیراؤ اس لئے کہ ان سے پوچھ ہوگی یعنے سالک کو ہر مقام میں اس کے مناسب ایک وقفہ ہے۔ اور اس مقام کے ادائے حقوق کی پوچھ ہوتی ہے۔ کسی سے فرشتہ اور کسی سے خدائے تعالے پوچھتا ہے۔ جس سے خدائے تعالے پوچھتا ہے۔ نہ اس کے اعمالِ صالحہ سے کوئی واقف ہوتا ہے نہ گناہوں سے کوئی آگاہ چنانچہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالے قیامت میں ایک مومن کو نزدیک بلاکر گناہوں کا اقرار لیگا جب وہ مقر ہوگا تو فرمائیگا۔ کہ میں نے دنیا میں انھیں ڈھانپا آج آخرت میں بخشدیا۔ پھر وہ جھانکیگا تو اسے دوزخ کے بیچوں بیچ دیکھیگا۔ جو شخص حق تعالے کا مشاہدہ کرتا ہے وہ ماسوا سے حق سے بھی آگاہ رہتا ہے۔ اور اہلِ معرفت کو جو غیب کی اطلاع ہوتی ہے وہ نورِ جمالِ حق کی قوت سے ہوتی ہے جو انکی بصیرت میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ اسلئے کہ وہ اشیاءِ غیب کو نظرِ غیب ہی سے دیکھتے ہیں۔ مگر ہماری پہلی موت یعنے موت ارادی جو

وہاں بھی شیطان معارض ہوا آپنے سات کنکریوں سے اُسے مارا تو وہ چلا گیا۔ اسیطرح

(بقیہ صفحہ گذشتہ) صفات نفسانی سے ہوتی ہے جس کے بعد موت نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے کی طرف انتقال ہے۔ عمل کرنے والوں کو چاہئے کہ ایسی ہی خیر کے لئے عمل کریں یعنے جسموں کو فدا روحوں کو نذر کردیں ع عَلٰی مِثْلِ لَیْلٰی یَقْتُلُ الْمَرْءُ نَفْسَہٗ۔ جب ابراہیم اپنے پروردگار کے پاس پاک دل لیکر آئے۔ وہ دل محبت وشوق سے بھرا ہوا تھا۔ اللہ کی مراد و مرضی کے سوا اسمیں کچھ نہ تھا۔ غیر خدا کا اسمیں گذر نہ تھا۔ خواہشات طبیعت سے مقدس تھا۔ پھر تاروں پر ایک نظر کی۔ یعنے جب قوم نے عیش نفسانی اور عید کی سیر و تفریح کے لئے بلایا تو آپنے نجوم صفات کو جو مشارق ذات سے طلوع ہوتے ہیں مشاہدہ کیا۔ یعنے جمال قدم کا معائنہ کیا۔ اور بحر محبت میں مستغرق ہوے۔ اور فرمایا کہ محبت کے سانپ مجھے ڈستے ہیں اس لئے فرمایا میں بیمار ہوں۔ یعنے مشاہدہ ازل کا مریض جمال ابد کا بیمار ہوں۔ اس کے ماسوا کی طرف مشغول ہو نہیں سکتا۔ اور میری بیماری کی دوا اسی سے طلب کرتا ہوں جسنے مجھے بیمار کیا ؎

قَدْ لَسَعَتْ حَیَّۃُ الْھَوٰی کَبِدِیْ	فَلَا طَبِیْبٌ لَھَا وَلَا رَاقِیْ
اِلَّا الْحَبِیْبُ الَّذِیْ شُغِفْتُ بِہٖ	فَعِنْدَہٗ رُقْیَتِیْ وَتِرْیَاقِیْ

غرض محب قرب و بعد ہر حال میں بیمار رہتا ہے ؎

فَیَبْکِیْ اِنْ دَنَوْا شَوْقًا اِلَیْھِمْ	وَیَبْکِیْ اِنْ دَنَوْا خَوْفَ الْفِرَاقِ

اور ابراہیم نے کہا کہ بے شک میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں۔ یہ آپ نے اُسوقت فرمایا جبکہ آپکا دل محدثات سے گھبرا گیا۔ اور مشاہدہ رحمن کا مشتاق ہوا اس لئے آپ نکلے تاکہ عالم عرفان کی سیر کریں۔ اور پروردگار کی ہدایت سے طرق ذات و صفات کو پہچان کر اسمیں فنا ہوں اور پھر اسی سے بقا حاصل کریں۔ یہ جانا حقیقت میں دو جہان سے اعراض کرنا ہے۔ جس میں ایک ذرہ بھر بھی تعلق باقی ہو اسکا جانا علت سے خالی نہو گا۔

پھر جمرہ وسطی اور کبریٰ کے پاس حائل ہوا اور آپ نے اسے سات سات کنکریوں سے مارا۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) پھر جب اسمٰعیل ابراہیم کے ساتھ سعی کی عمر کو پہنچے تو کہا اے میرے پیارے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ یعنی جب صاحبزادے اپنے باپ کی طرح خلت میں کامل ہوئے تو تجلی حق تعالےٰ کے اور اس کے جمال کے شیدا ہونے کے لائق ہوئے۔ اور یہ بھی ہوا کہ خلیل کے امتحان کا وقت آیا کیونکہ جب اللہ تعالےٰ کا انھیں پورا عاشق پایا تو حضرت ابراہیم کو اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل سے الفت ہوئی۔ تو غیرت خداوندی کو جوش ہوا اور منظور ہوا کہ آپ کا باطن وسیر غیر سے خالی اور پاک ہو۔ اور اس کے سوا غیر سے خوش ہونا چاہئے اسی لئے ان کے ذبح کا حکم ہوا اسمٰعیل نے کہا اے ابا جان جو آپ کو حکم ہوتا ہے کیجئے۔ یعنی فکر وصال حق میں وہ مقالی ہوئی کہ بلا کے استقبال کو آمادہ ہو گئے لیکن انشاء اللہ مجھے اس بلا میں صابر پائیں گے لئے اللہ ہی سے استعانت چاہی اور آمادہ ہوا اس لئے تھا کہ آپ نے دیکھا کہ آپکا دل اور اعضا سب اطاعت الٰہی پر راضی وشاد ہیں اور ابراہیم نے اسمٰعیل کو پیشانی کے بل گرا دیا یعنی قتل گاہ عشاق میں جہاں شمشیر محبت سے عاشقوں کا قتل ہوا کرتا ہے اس جگہ لٹایا۔ اور شہود انوار ربوبیت سے حظوظ عبودیت کو کامل ادا فرمایا۔ حضرت ابراہیم نے اپنے دل سے محبت پسر نکال ڈالی۔ اور حضرت اسمٰعیل نے اپنے دل سے زندگی کی محبت خارج کردی۔ بیشک یہی ظاہری بلا ہے۔ یہ ظاہر میں بلا ہے باطن میں نہیں کیونکہ یہ حقیقت میں منازل مشاہدات کو پہنچاتا ہے اور یہ تو بڑا ہی تقرب ہے۔ اور اصل بلا وہی ہے جو کہ مشاہدہ حق سے باز رہو سکے۔ یہ بلا ایسی محبت ہے جو ساری بلاؤں کو ہلکی کرتی ہے۔ اور ہم نے ایک بڑا جانور ذبح کرنے کیلئے انکا فدیہ دیا۔ ذبح عظیم ایک اشارہ لطیفہ ہے وہ یہ کہ عاشق جب چاہتا ہے کہ اپنی جان کو اپنے معشوق پر نثار کردے اور جو معشوق صادق ہے تو اسے جان فدا کرنے سے منع کرتا ہے۔ بلکہ اپنی جان عاشق کے بدلے میں دینا چاہتا ہے۔ چونکہ حق سبحانہٗ تعالےٰ ان سب باتوں سے منزہ ہے تو اس لئے انکے عوض میں دنبہ بھیجکر انھیں بچالیا۔ اسی لئے اسے عظیم وبزرگ فرمایا کیونکہ عظیم کے پاس سے محبت عظیم کے

مقام منیٰ میں یعنی نشان بنے ہوئے ہیں جہاں اب کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ۵ ابن جریر از عمر بن الحاق

اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کیلئے لٹایا۔ اسمٰعیل علیہ السلام کے جسم پر سفید قمیص تھا۔ باپ سے
عرض کی اے میرے پیارے باپ میرے پاس سوائے اس قمیص کے کوئی ایسا کپڑا نہیں
ہے جسمیں آپ مجھے کفن دیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے قمیص اتار کر ذبح کرنا چاہا اتنے میں پیچھے
سے آواز آئی کہ اے ابراہیم تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ یعنی حکم خواب کے موافق عمل کرنے میں
تمنے کچھ قصور نہیں کیا۔ پس آپ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک سفید مینڈھا بڑی سینگوں اور بڑی
آنکھوں والا کھڑا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم اسیطرح نیکوکاروں کو بدلا دیتے ہیں یعنی
اسی طرح ہمارے مطیعوں سے تکلیفوں اور مصیبتوں کو دور کرتے ہیں۔ بیشک بڑا امتحان
تھا۔ یعنی باپ کو بیٹے کے ذبح کا حکم ہونا۔ اور باپ کا حکم الٰہی سنتے ہی تعمیل کیلئے تیار ہو جانا
سخت آزمایش تھی۔ اللہ تعالےٰ نے بھی ان کے بدلہ میں ذبح کیلئے ایک بڑا جانور
جو سفید بڑی آنکھوں اور بڑے سینگوں والا مینڈھا تھا بھیجا۔ جسکا آپنے اپنے بیٹے کی

(بقیہ صفحہ گزشتہ) سبب سے آیا جس سے نبی ابن نبی کی جان بچی۔ ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں یعنی جب
تم اپنے بیٹے کو ذبح کرنے تیار ہوگئے تو ہم نے اسکی خبر اپنے مشاہدہ کا تم دونوں کو کشف عطا کیا۔ اسی طرح ہر محب کو
جو ہمارے محبت میں شمشیر شوق سے ذبح کیا ہوا اپنا مشاہدہ سرفراز فرماتے ہیں۔

[1] ہم غافل لوگ اپنی اولاد کے مرنے کے متعلق رو دیا کرتے ہیں۔ اگر حکم خداوندی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کا
ہوتا تو بہت ہی تھوڑے لوگ اس حکم کی تعمیل کرتے جسطرح فرماتا ہے۔ ولو انا کتبنا علیہم ان اقتلوا انفسکم
او اخرجوا من دیارکم ما فعلوہ الا قلیل منہم۔ [2] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ قربانی کیلئے اسی قسم کے
مینڈھے تلاش کرتے ہیں۔ (ابن کثیر از امام احمد) ۱۲۔

طرف سے ذبح کیا۔ بعد بشارت اسمٰعیل علیہ السلام انکے بھائی اسحاق علیہما السلام کی بشارت کا ذکر

فرمایا۔ بعد قصہ نوح وابراہیم علیہما السلام کے تیسرا قصہ موسے وہارون کا اسطرح بیان فرماتا

ہے۔ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوسٰی وَهٰرُونَ ۚ وَنَجَّیْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ۚ وَنَصَرْنٰهُمْ

فَكَانُوا هُمُ الْغٰلِبِیْنَ ۚ وَاٰتَیْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِیْنَ ۚ وَهَدَیْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۚ

وَتَرَكْنَا عَلَیْهِمَا فِی الْاٰخِرِیْنَ ۖ سَلٰمٌ عَلٰی مُوسٰی وَهٰرُونَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝

اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اور بیشک وشبہ ہم نے موسےٰ اور ہارون پر احسان کیا ہم نے

انھیں اور انکی قوم کو بڑے غم سے نجات دی۔ اور ہم نے انکی مدد کی تو وہی غالب ہوگئے

اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی۔ اور ہم نے انھیں سیدھا راستہ دکھلایا۔ اور

(انکا ذکر خیر) پچھلوں میں باقی رکھا۔ موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو۔ بیشک ہم نکوکاروں کو

اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ بیشک وہ دونو ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہیں۔ چوتھا قصہ

حضرت الیاس علیہ السلام کا اسطرح ہے۔ وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۚ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ

اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِیْنَ ۙ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ

الْاَوَّلِیْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۙ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ

وَاِنَّ اِلْیَاسَ — الیاس کو دونوں طرح پڑھا گیا ہے ہمزہ قطعی اور وصل سے۔ اللّٰہُ رَبُّکُمْ وَرَبُّ — نافع وکسائی وبصری وشامی بوضمہ ضمہ اور دوسروں نے فتحہ سے پڑھا ۱۲۔

كَرْب۔ الكربة بالضم الغم الذی یاخذ بالنفس وكذا الكرب تقول كربه الغم ای اشتد علیه من باب نصر

(مختار) المستبین۔ استبان الشئ ظهر۔ واستبنته انا عرفته۔ تتعدی وتلزم (مختار) بعلا۔

اسم صنم كان لقوم الیاس علیه السلام (مختار) الا عباد الله۔ فكذبوه کے واو سے مستثنیٰ ہے ۱۲۔

فِی الْاٰخِرِیْنَ ۖ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اور بیشک الیاس رسولوں میں سے ہیں جب اپنی قوم سے بولے کیا تم نہیں

ڈرتے. کیا تم بعل کو پوجتے ہو اور سب سے بہتر پیدا کرنیوالے کو چھوڑتے ہو. جو اللہ تمھارا اور تمھارے

اگلے باپ دادا کا پروردگار ہے. پھر انھیں جھٹلایا تو اس لئے وہ ضرور گرفتار عذاب ہوں گے.

اللہ کے برگزیدہ بندوں کے سوا. سلام ہو الیاس پر. بیشک ہم نکوکاروں کو اسی طرح

بدلہ دیتے ہیں. بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہیں. پانچواں قصہ حضرت

لوط علیہ السلام کا بیان فرماتا ہے. وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِیْنَ

اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ۝ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْهِمْ مُّصْبِحِیْنَ ۝ وَبِالَّیْلِ ؕ

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ع اور بیشک لوط ہمارے پیغمبروں میں سے ہیں جب ہم نے انھیں اور ان کے

سب لوگوں کو نجات دی. لیکن ایک بڑھیا باقی رہنے والوں میں (رہی) پھر ہم نے دوسروں کو

ال یاسین. نافع وابن عامر فتح ہمزہ بعد اس کے الف اور کسرہ لام سے.

ع ۸

ال یاسین. لغة فی الیاس کسیناء وسینین (بیضاوی) جس قرارت میں آل یاسین اضافت سے ہے اس کے معنے یہ ہوے کہ سید للرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی آل پر سلام ہووے جس طرح ابن کثیر لکھتے ہیں عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال الیاس ھو ادریس و قرأ اخرون سلام علی ال یاسین وھی قراءۃ ابن مسعود رضی اللہ عنہ. وقال اخرون سلام علی ال یاسین یعنی ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم. واخرج ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال نحن ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ال یاسین (در) الغابرین. غبر الشیٔ بقی (مختار) دمرنا. الدمار الھلاک یقال دمرہ اللہ تدمیرا ودمر علیہ بمعنی (مختار) ۱۲

ہلاک کر ڈالا۔ اور بیشک تم انپر صبح کے وقت گذرتے ہو اور شام کے وقت۔ پھر کیا تم

نہیں سمجھتے۔ چھٹا قصہ حضرت یونس علیہ السلام کا اسطرح ہے۔ وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ

اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۙ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۚ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَ

هُوَ مُلِيْمٌ ۚ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۙ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۚ فَنَبَذْنٰهُ النصف

بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۚ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۚ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ

اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۚ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۭ اور بیشک یونس رسولوں میں سے

ہیں۔ جب وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگے۔ پھر انھوں نے قرعہ ڈلوایا۔ تو وہ مغلوبوں

میں سے ہوگئے۔ پھر مچھلی انھیں نگل گئی اور وہ اپنے نفس کو ملامت کرنے والے تھے۔

پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو بیشک مچھلی کے پیٹ میں رہتے اُس روز

تک کہ لوگ (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے۔ پھر ہم نے انھیں صاف میدان میں ڈالدیا

فساهم۔ ساهمه قارعه واسهم بينهم اقرع واستهموا اقترعوا وتساهموا تقارعوا۔ (مختار)

المدحضين۔ الادحاض الازلاق (مختار) فاستعير للمغلوب لسقوطه من مقام الظفر

(خفاجی) بالعراء۔ بالمد الفضاء لاستر به (مختار) قال ابن عباس رضی الله عنهما وغيره وهي الارض

التي ليس بها نبت ولا بناء (ابن كثير) يقطين۔ هو القرع قاله ابن عباس وابن مسعود رضي الله

عنهم وغير واحد من التابعين (ابن كثير) اليقطين ما لا ساق له من النبات (مختار) او قد تكون

بمعنے بل في توسع الكلام (مختار) وقوله تعالى فكان قاب قوسين او ادنى۔ ان المراد ليس انقص من ذلك

بل ازيد۔ روى الترمذي۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يزيدون عشرين الفا (ابن كثير)۔

اس حال میں کہ وہ بیمار تھے اور ہم نے ان پر ایک بیلدار درخت اگا دیا اور ہم نے انھیں لاکھ

بلکہ زیادہ (آدمیوں) کی طرف بھیجا۔ پھر وہ ایمان لائے تو ہم نے انھیں ایک مدت تک فائدہ

پہنچایا۔ یعنی جب یونسؑ[1] علیہ السلام کی قوم سے عذاب پلٹ گیا۔ تو آپ چل نکلے۔ اور کشتی

میں سوار ہو گئے۔ کشتی جو آگے بڑھی تو طوفان گھیر لیا۔ ملاحوں نے[2] کہا قرعہ ڈالنا چاہیے۔

جسکا نام نکلے اسے دریا میں ڈال دیں گے تاکہ کشتی ہلکی ہو جائے۔ جب قرعہ ڈالا تو یونس

علیہ السلام کے نام پر نکلا۔ تین بار اسی طرح ہوا آپ دریا میں کود پڑے۔ اللہ تعالےٰ نے

مچھلی کو حکم دیا کہ انھیں نگل جا، لیکن انھیں کسی طرح کا صدمہ نہ پہنچنے دینا۔ چنانچہ

مچھلی نے نگل لیا[3]۔ پھر اگل دیا۔ اگر آپ تسبیح اور اللہ تعالےٰ کی یاد نہ کرتے تو قیامت تک

اسی کے پیٹ میں رہتے۔ جہاں مچھلی نے آپکو اگلا وہ بیابان و ریگستان تھا۔ آپ

بہت ناتوان ہو گئے تھے۔ جسطرح بچہ[4] کا حال پیدا ہونیکے وقت ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ

---

[1] حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ اسی تفسیر کے سورۂ انبیاء صفحہ ۲۶۵ میں گذر چکا ہے۔ [2] ابن کثیر بغوی کہتے ہیں کہ ملاحوں نے کہا کہ اس کشتی میں کوئی بھاگا ہوا غلام ہے اس لئے یہ طوفان دریا ہے۔ قرعہ ڈالنے کے بعد حضرت یونس نے فرمایا کہ بھاگا ہوا غلام میں ہوں۔ یہ فرما کے دریا میں کود پڑے۔ [3] ہم نے سابق میں چالیس روز لکھا تھا لیکن اسمیں اختلاف بھی مروی ہے۔ چنانچہ مجاہد نے شعبی سے روایت کی کہ پہر دن چڑھے مچھلی نے نگل لیا تھا پھر شام ہوتے اگل دیا۔ قتادہ سے تین دن مروی ہیں۔ امام جعفر صادق سے سات دن۔ ابو مالک سے چالیس دن (ابن کثیر) [4] قال السدی کھیئۃ الصبی حین یولد وھو المنفوس۔ وقالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وابن زید ایضا (ابن کثیر) ۱۲۔

نے آپ کے جسم کی حفاظت کے لئے کدوؔ کا درخت اگایا۔ اور وحشی جانور آکر آپکو صبح وشام
دودھ پلا کر جایا کرتے۔ جب آپ توانا ہوئے تو قوم کو توحید کی دعوت دی۔ ایک لاکھ بلکہ اس سے
زیادہ آدمی آپ پر ایمان لائے۔ اللہ تعالےٰ نے اس قوم کو ایک مدت تک یعنی وقتِ
موت تک فایدہ مند کیا۔ اور عذاب سے ہلاک نہیں فرمایا۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرماتا ہے کہ کافروں کو شرک کرنیسے ڈراؤ۔ اور اللہ تعالےٰ کے لئے اولاد کا
ہونا دلایل سے ثابت کرو جسطرح ارشاد ہے۔ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ۝

اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝ وَلَدَ اللّٰهُ وَ
اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝
اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ

لہ بعضوں نے کہا کہ کدو میں چند فوایدہیں۔ بہت جلد اگتا ہے۔ بڑے بڑے پتوں سے سایہ کرتا ہے۔ مکھیاں اس کے
پاس نہیں جاتیں۔ اس کا ہضم جلد ہوتا ہے۔ مع پوست و مغز کے کھایا جاتا ہے۔ حدیث میں ثابت ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کدو کو دوست رکھتے تھے۔ اور سالن کے پیالے میں اسے ڈھونڈھتے تھے۔
(ابن کثیر) علہ ابن کثیر از ابن ابی حاتم سلہ ممکن ہو کہ یہ وہی قوم ہو جسکی طرف آپ پہلے بھیجے گئے تھے۔ اب
پھر مچھلی کے پیٹ میں سے نکل کر انھیں اللہ کی طرف بلایا تو وہ ایمان لائے اور آپ کو پہچانا (ابن کثیر) اِنَاثًا
جمع انثی ہے۔ اَصْطَفَى اِصْطَفٰے ہمزہ افتعال جو ہمزہ وصل تھا بسبب ہمزۂ استفہام تخفیف کے لئے
حذف کیا گیا۔ اصطفا کے معنے اخذ صفوۃ الشیٔ لنفسہ۔ یعنے اچھی شے کو اپنے لئے پسند کرنا۔ سُلْطَانٌ
مُبِیْنٌ۔ حجۃ واضحۃ۔ لِلْجِنَّۃِ۔ الجن یقال علی وجہین احدھما للروحانیین المستترۃ عن الحواس

نسبا ولقد علمت الجنة انهم لمحضرون ۵ سبحٰن اللہ عما یصفون ۵ الا عباد اللہ المخلصین ۵

جانے نبی اب ان سے پوچھو کیا تمھارے رب کیلئے بیٹیاں اور ان کیلئے بیٹے ہیں یا ہم نے
فرشتوں کو عورتیں بنایا اور وہ دیکھتے تھے۔ آگاہ ہو جاؤ بیشک یہ لوگ اپنے افترا سے کہتے
ہیں کہ اللہ کو اولاد ہوئی اور بیشک یہ جھوٹے ہیں کیا اللہ نے بیٹوں کو بیٹوں سے
پسند کیا۔ تمھیں کیا ہوا ہے کیسا حکم لگاتے ہو۔ کیا تم نہیں سمجھتے۔ کیا تمھارے پاس کوئی
واضح دلیل ہے۔ تو اپنی کتاب لاؤ اگر تم سچے ہو۔ اور انھوں نے اللہ اور فرشتوں میں ناتا
ٹھہرایا۔ بیشک و شبہ فرشتوں نے جانا کہ ضرور وہ (کفار) گرفتار عذاب ہوں گے۔ اللہ پاک
ہے اس سے جو بیان کرتے ہیں لیکن اللہ کے خالص بندے ایسے نہیں یعنے بطور زجر و
توبیخ ان سے سوال کرنیکے لئے حکم ہوا کہ یہ عجیب نادر تقسیم ہے کہ اللہ تعالے کے لئے فرشتوں کو
بیٹیاں بتاتے ہیں۔ اور خود بیٹیوں سے نفرت کرتے اور بیٹوں کو پسند کرتے ہیں یعنے
توبیخ ان کے اعتقاد کو قسمت عقلی سے بے اصل ثابت فرماتا ہے اس لئے کہ سند دعوی تین

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کلھا بازاء الانس فعلی ھذا تدخل فیہ الملٰئکۃ والشیاطین فکل ملائکۃ جن ولیس کل
جن ملائکۃ وعلی ھذا قال ابو صالح الملائکۃ کلھا جن وقیل بل الجن بعض الروحانیین وذالک ان الروحانیین
ثلاثۃ اخیار وھم الملائکۃ واشرار وھم الشیاطین واوساط۔ فیھم اخیار واشرار وھم الجن ویدل علی ذالک قولہ
تعالی قل اوحی الی الی قولہ عزوجل وانا منا المسلمون ومنا القاسطون والجنۃ جماعۃ الجن (مفردات) قال
مجاھد قال المشرکون الملائکۃ بنات اللہ تعالی (ابن کثیر) یصفون الا دو یصفون سے استثنا منقطع ہے۔

طرح سے ہوگی (١) حسی (٢) خبری (٣) نظری۔ یہاں تینوں بھی مفقود ہیں۔ (١)
حسی اس لئے کہ انہوں نے ملائکہ کی کیفیت[1] تخلیق کا مشاہدہ نہیں کیا۔ (٢) خبری اسلئے
کہ خبر اسوقت مفید ہوتی ہے کہ وہ سچی ہو۔ اور کفار تو جھوٹے[2] مفتری ہیں۔ (٣) نظری
دو طرح سے مفقود ہے (١) دلیل[3] عقلی کا یہ تقاضا ہے کہ اکمل موجودات جو اللہ تعالےٰ ہے
اسکے لئے اکمل شئے لایق ہے۔ نہ یہ کہ وہ جنس نہیں سے انس انکے لئے اور اعلےٰ ان کے لئے۔
(٢) چاہئے تھا کہ اپنے مذہب کی صحت کیلئے کوئی دلیل لاتے[4] جب دلیل نہ لاسکے تو معلوم
ہوا کہ انکا قول باطل ہے۔ پھر فرشتوں کو بیٹیاں کہنے پر کافروں کو زجر و توبیخ فرماتا ہے۔ کیونکہ ولادت
جنسیت و مناسبت کی مقتضی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اس سے پاک ہے۔ اسی لئے خالص
بندے اسکو ہر عیب و نقصان سے پاک سمجھتے ہیں اور کافروں کی وہی سنتے ہیں جو انکی
طرح گمراہ اور دوزخ کے کندے ہیں جیسا فرماتا ہے۔ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۙ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ

بِفٰتِنِيْنَ ۙ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۝ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۙ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۝

[1] چنانچہ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ سے یہی مراد ہے۔ [2] اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ الخ سے یہی
مراد ہے۔ [3] اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ الخ سے یہی مراد ہے۔ اگر حکم عقل اعتقادات میں معتبر
ہوتا تو بھی تمہارا قول باطل تھا۔ [4] اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ الخ سے یہی مراد ہے۔ فَاِنَّكُمْ۔ الفاء فی
جواب شرط مقدر ای اذا علمتم هذا و اذا کان المخلصون ناجین۔ (خفاجی) عليه۔
متعلق بفاتنین ١٢۔

وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ٥ وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ٥ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ٥
لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ٥ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ٥ تو بیشک تم اور جنھیں تم پوجتے

ہو (کسی کو) اس (معبود باطل کی راہ) پر بہکا نہیں سکتے لیکن اُسے جو (علم الٰہی میں)
دوزخ میں جانیوالا ہے اور (فرشتے کہتے ہیں) ہم میں ہر ایک کیلئے ایک مقام معین ہے
اور بیشک ہم (اللہ کی عبادت میں) صف باندھنے والے ہی ہیں۔ اور یقیناً ہم
تسبیح ہی کرنے والے ہیں۔ اور بیشک کافر کہا کرتے تھے۔ کہ اگر ہمارے پاس اگلوں کی کوئی
کتاب ہوتی تو ضرور ہم اللہ کے خالص بندے ہوتے۔ پھر انھوں نے اس سے انکار
کیا۔ اب قریب میں جان لیں گے۔ یعنی سب مخلوقات قبضۂ قدرت الٰہی میں ہے۔
ہاں جس کافر کیلئے اللہ تعالےٰ نے مقدر کیا ہے کہ وہ جہنم میں پہونچے۔ تو البتہ موافق
مشیت الٰہی وہ گمراہ ہوگا۔ اور تمھاری طرح فرشتوں کا بیٹیاں ہونا اللہ کی جانب منسوب
کریگا۔ حالانکہ خود فرشتے اپنی عبودیت کا اسطرح اقرار کرتے ہیں کہ ہم میں ہر ایک کے لئے
آسمانوں میں ایک جائے معین ہے۔ کہ وہ اس سے ذرہ برابر بھی تجاوز نہیں کرسکتا۔ بلکہ ہم
طاعت الٰہی میں صف باندھے رہتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں
فرشتے تو عبادت الٰہی کا ضرور اقرار کریں گے۔ مگر یہ کفار قریش بھی آنحضرت کے آنے سے

اِنْ۔ مخففہ ثقیلہ سے ہے۔ اور ضمیر شان محذوف اور لام فارقہ ہے۔ ۱۲

قبل کہا کرتے تھے کہ ہمارے پاس بھی کوئی کتاب مثل توریت و انجیل کے ہوتی تو اس سے ہم نصیحت حاصل کر کے اللہ تعالےٰ کے خالص بندے ہو جاتے۔ لیکن جب اُن کے پاس بہترین کتب قرآن مجید اتارا گیا تو وہ اس سے منکر ہوے اور اُسے جھٹلانے لگے۔ اب وہ قریب میں اپنے کفر و تکذیب کا نتیجہ بھگتیں گے۔ **بعد زجر و توبیخ کفار آنحضرت کو اس طرح تسکین دیتا ہے** ۔ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ۝

وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُونَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِينٍ ۝ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ۝

اور بیشک و شبہ ہمارا حکم اپنے بندوں کے لیے جو رسول ہیں پہلے ہو چکا ہے۔ کہ بیشک

ضرور اُن ہی کی مدد کیجائے گی۔ اور بیشک ہمارا ہی لشکر غالب رہیگا۔ پھر (اے نبی)

تم ان سے ایک وقت تک منہ موڑ لو۔ اور انھیں دیکھتے رہو۔ پھر قریب میں وہ بھی دیکھیں گے یعنے قضا و قدر میں یہ حکم ہو چکا ہے کہ ہمارے رسول دنیا و آخرت میں غالب رہیں گے۔ اور ہمارے ہی لشکر کو کافروں پر فتح و نصرت حاصل رہے گی۔ اب آنحضرت کو حکم ہوتا ہے کہ تم ان سے کچھ مدت تک چشم پوشی کرو۔ اور انکی ایذاؤں پر صبر کرو۔ کیونکہ انجام کار فتح و ظفر تمھاری ہی لئے ہے۔ اور انھیں مہلت دیکر دیکھتے رہو کہ انپر کیا کیا تکلیفیں اور بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ اور جو عذاب انپر نازل ہوگا وہ خود بھی دیکھ لیں گے جب کافروں کو عذاب سے ڈرایا جاتا تو بطور تمسخر و استہزا عذاب کو جلد طلب کیا کرتے اس لیے اُس کے جواب میں فرماتا:

١٧١ ١٧٢ ١٧٣ ١٧٤ ١٧٥

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى

حِيْنٍ ۝ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝ پھر کیا وہ ہمارے عذاب کو جلد طلب کرتے ہیں پھر جب یکایک

عذاب اُن کے صحن میں اُتریگا تو ڈرائے ہوؤنکی بُری صبح ہوگی۔ اور (اے نبی) تم ان سے ایک مدت تک

منہ پھیرلو۔ اور دیکھتے رہو۔ پھر عنقریب وہ بھی دیکھیں گے۔ یعنی کا فروں کا یہ جلد عذاب طلب کرنا انہیں

کیلئے بُرا ہے کیونکہ جب اُنپر عذاب نازل ہوگا تو پوری طرح لُٹ جائیں گے یعنی ہلاک ہوجائیں گے۔ پھر

تاکید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ تعرض کا حکم فرمایا۔ چونکہ یہ سورت مشرکین کے ایسے

کلمات پر مشتمل تھی جسمیں جنابِ الٰہی وشانِ رسالت پناہی میں گستاخی تھی اس لئے اس سورت کو

ایسے کلمات پر ختم فرمایا جو اُن کے جواب پر شامل ہیں جسطرح فرماتا ہے۔ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ

بساحتہم۔ الساحۃ المکان الواسع ومنہ ساحۃ الدار (مفردات) یعنی کشادگی مکان کی انگنائی صحن خانہ (نصیر اللغات) والعرب تقول نزل بساحۃ فلان العذاب والعقوبۃ وذالک اذا نزل بہ (ابن جریر) صباح المنذرین۔ مخصوص بالذم محذوف ہے تقدیراً اسطرح ہے۔ فساء صباح المنذرین صباحھم (بیضاوی) عرب کی عادت تھی کہ راتوں رات راستہ طے کرکے صبح کے قتل اور لوٹ کیا کرتے۔ اسی لئے غارت کا نام صباح رکھا گیا۔ اگر لوٹ دوسرے وقت بھی ہو تو صباح کہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اس عذاب کو اُس لشکر سے تشبیہ دی جو یکایک اُنپر آجائے اور لوٹ و قتل کرنے لگے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قریب خیبر صبح کے وقت پہنچے تو اسطرح فرمایا۔ اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین (ابن کثیر از بخاری ومسلم) وَتَوَلَّ عَنْهُمْ۔ یہ پہلے قول کی تاکید ہے یا یہ کہ اطلاق بعد تقیید ہے۔ کیونکہ پہلے وابصرھم میں مفعول لفظاً مذکور ہے۔ اور وابصر میں مقدر اس لئے یہاں مفعول عام مقدر کرنا چاہئے۔ اور پہلے میں خاص۔ یا یہ کہ پہلا عذاب دنیا کیلئے۔ اور دوسرا عذاب آخرت کیلئے ہے (خفاجی) ۱۲۔

عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (اے نبی) تمہارا پروردگار صاحب عزت 37-181 37-182

جو یہ (کافر) بیان کرتے ہیں اُس سے پاک ہے۔ اور رسولوں پر سلام ہو۔ اور سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے۔

جو ساری جہان کا پروردگار ہے سبحان فرماکے تمام صفات سلبیہ سے خود کو منزہ کیا۔ اور رب العزت فرماکے تمام صفاتِ کاملہ کو اپنے لئے ثابت کیا۔ چونکہ مرسلین اللہ تعالیٰ اور اسکے بندوں میں واسطہ ہیں اسلئے ان کے علو شان کے لحاظ سے اُنپر سلام فرمایا اور اپنی تسبیح و تحمید کے درمیان میں انکا ذکر کیا۔ سابق میں بعض رسولوں پر خاص طرح سے سلام فرماچکا تھا اسلئے اب عام طور سے سلام فرماکے خصوص ہماری سرکار سید المرسلین کو بھی شامل کیا کیونکہ اس کے پہلے ربک فرماکے آپکو مخاطب بھی کرچکا ہے۔ اور سب تعریف اللہ کیلئے ہے جو ساری جہان کا پروردگار ہے جسنے اپنے رسولوں اور انکی تابعین کو طرح طرح کی نعمتیں بخشیں اور عاقبت کی خوبیاں بھی انہی کیلئے خاص کیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اچھا معلوم ہو کہ قیامت کے روز اسکا ثواب پیمانے بھر پورا پایا جائے تو اسے چاہیئے کہ مجلس سے اٹھتے وقت سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ کہے۔

للہ الحمد کہ تفسیر سورۃ والصافات پوری ہوئی۔ اسمیں جو کچھ کم و بیشی ہوئی ہو اللہ تعالیٰ درگذر فرمائے آمین یارب العالمین

لہ اپنے پالنے والے سے منہ پھیرنیوالا کتے سے بدتر ہے۔ ۵ مرسگاں راچوں وفا آمد شعار ؂ آں سگاں ننگ و بدنامی میار ؂ چوں سگاں ہم مرسگاں ناصح اند ؂ کہ دل اندر خانۂ اول ببند ؂ آں در اول کہ خوردی استخواں ؂ سخت گیر و حق گذاری را مہاں ؂ می گزندش کاے سگ طاغی برو ؂ با ولی نعمتت باغی مشو ؂ برہماں در ہمچو حلقہ بستہ باش ؂ پاسبان و چابک و برجستہ باش ؂
لہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا تم لوگ جب مجھپر سلام بھیجا کرو تو دوسرے رسولوں پر بھی سلام بھیجا کرو (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) ۳ یہ تعمیم بعد تخصیص ہے اس لئے امتیوں کی تعلیم مقصود ہے کہ کسطرح اسکی تسبیح و تحمید کریں اور اس کے رسولوں پر سلام بھیجیں ۴ ابن کثیر از ابن ابی حاتم۔ اسیطرح ایک اور حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔ (ابن کثیر) ۱۲